صحافتی اخلاقیات قرآن کریم کے تناظر میں

Qur’┐ nic Code of Journalistic Ethics

سعید الرحمان*

Abstract

According to some experts of Journalism, the existing media codes of ethics are of three types: legally determined by different governments; professionally defined by media organizations and pluralistically defined by individual journalists. The third category is considered to be more effective, relevant and in harmony with the values of advanced societies. The Islamic codes of ethics, however, differ from the manmade concepts of values as these are derived from God, directly from the Qur’┐ n, and from the practices of the Prophet Muhammad (PBUH). Moreover it transcends the limitations of time, place and tradition. The present paper is an attempt to illustrate the fundamental codes of ethics of journalsm in Qur’┐ nic perspective.

انسان فطرتاً متجسس ہے۔ اسے ہمیشہ اپنے گردوپیش کے حالات وواقعات کے بارے میں جاننے اور باخبر رہنے کی خواہش ہوتی ہے کہ یہ کیوں ہوا؟ کیسے ہوا؟ کب ہوا؟ کس نے کیا؟ کون تھا؟ وغیرہ وغیرہ۔ یہ کھوج وکھرید اور فکرو تجسس اس کی جبلّت میں موجود ہے۔ عرفِ عام میں ان ہی سوالات اور استفسارات کے بارے میں اطلاعات، جان کاری، خبر رسانی اور حصولِ معلومات کا نام صحافت ہے۔

صحافت کی اہمیت ہر دور میں مسلم رہی ہے۔ اگر تاریخِ انسانی کا بنظرِ غائر مطالعہ کیا جائے تو یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ ابلاغ وصحافت کے موجد وبانی اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے امر ومنشاء سے انبیاء ورسل علیہم السلام تھے کیوں کہ وہ صحافتِ ربانی کے ذریعے مقدس، مستند اور مصدقہ خبروں اور پیغامات کے حامل اور مبلغ ٹھہرے جس کے ذریعے نسلِ انسانی کو ذہنی، فکری اور معاشرتی لحاظ سے مہذب ومتمدن بنایا اور ابلاغ وصحافت کی ایسی ریت ڈالی جو انسانیت کے وسیع تر مفاد میں ہو۔

صاحب المعجم الوسیط کے مطابق:

''الصحافة مهنة من يجمع الأخباروالاراء وينشرها فى صحيفة أومجلة والنسبة اليها: صحافى''[1]

* لیکچرار علوم اسلامیہ، عبدالولی خان یونیورسٹی، مردان

"صحافت ایک ایسا پیشہ ہے جس میں اخبار و آراء کو جمع کر کے کسی مجلہ یا رسالہ میں شائع کیا جاتا ہے اور جو لوگ اس سے وابستہ ہوں، انہیں صحافی کہا جاتا ہے۔"

مولانا امداد صابری "صحافت" کا مفہوم ان الفاظ میں واضح کرتے ہیں:

"صحافت کا لفظ 'صحیفہ' سے نکلا ہے۔ 'صحیفہ' کے لغوی معنی ہیں ۔کتاب یا رسالہ۔ بہر حال عملاً صحیفہ سے مراد ایسا مواد ہے جو مقررہ وقفوں کے بعد شائع ہوتا ہے۔ چنانچہ تمام اخبار اور رسالے صحیفے ہیں۔ جو لوگ ان کی ترتیب و تحسین اور تحریر سے وابستہ ہیں انہیں صحافی کہا جاتا ہے اور ان کے پیشے کو صحافت کا نام دیا گیا ہے۔ صحافت کا مترادف انگریزی لفظ جرنلزم (Journalism) ہے جو (جرنل) سے بنایا گیا ہے۔ جرنل کے لغوی معنی ہیں روزانہ حساب کا بہی کھاتا یعنی روزنامچہ۔ جرنل کو ترتیب دینے والوں کے لیے جرنلسٹ کا لفظ بنا اور اس پیشے کو جرنلزم کا نام دیا گیا"[2]

دراصل "صحیفہ، صحافی اور صحافت "تینوں کا آپس میں گہرا ربط ہے جس کا تذکرہ درج بالا تعریف میں ملتا ہے اور اکثر ماہرین اس کو ضرور زیرِ بحث لاتے ہیں۔ جیسا کہ سید عبد السلام زینی لکھتے ہیں:

"صحافت اور صحافی کے الفاظ یوں تو عربی زبان کے لفظ صحیفہ سے نکلے ہیں، لیکن ہمارے ہاں انگریزی کے الفاظ جرنلزم (Journalism) اور جرنلسٹ (Journalist) کے ترجمے کے طور پر ہی رائج ہوئے ہیں۔ صحافت اگرچہ مؤقّت الشیوع یعنی وقفوں سے شائع ہونے والے اخبار یا رسالے (Periodicals) کے لیے استعمال ہوتا ہے لیکن اب ریڈیو اور ٹیلی ویژن سے بھی خبریں اور حالاتِ حاضرہ پر تبصرے، انٹرویوز اور فیچر نشر ہوتے ہیں اور ان کی ترتیب و تزئین بھی صحافی ہی کرتے ہیں، اس لیے صحافت کی اصطلاح کا اطلاق اس کام پر بھی ہوتا ہے"[3]

حالیہ برسوں میں ٹیکنالوجی میں نت نئی ترقی اور جدت بہت تیزی سے رونما ہوئی ہے نتیجتاً صحافت بھی ارتقاء کے مراحل سے گزر کر آج کا جدید روپ اختیار کر چکا ہے اور اس کا دائرہ کار کافی وسیع ہو گیا ہے ۔ لہٰذا اب "صحافت" کی بجائے ایک وسیع تر اصطلاح "ابلاغیات" مستعمل ہونے لگی ہے جو ذرائع ابلاغ و ترسیل یا وسائل الاعلام (Media) کے جملہ اقسام سے بحث کرتی ہے جس کی تین اہم اور بنیادی اقسام الیکٹرانک میڈیا یا برقیاتی ذرائع ابلاغ (ریڈیو، ٹیلی ویژن، ٹیلی گراف، سینما، سی ڈیز، ڈی وی ڈیز، کمپیوٹرز،

لیپ ٹاپس، انٹرنیٹ، موبائل فون وغیرہ)، پرنٹ میڈیا یعنی طباعتی یا تحریری ذرائع ابلاغ (اخبارات وجرائد، کتب و پمفلٹس وغیرہ) اور سوشل میڈیا یا سماجی ذرائع ابلاغ (فیس بک، ٹویٹر، گوگل پلس، یوٹیوب وغیرہ) ہیں۔ الغرض آج کل محض مطبوعہ یا قلمی ہی نہیں بلکہ سمعی، بصری، صوتی اور برقی یعنی جملہ ذرائع ابلاغ کی وساطت سے حالاتِ حاضرہ، خبروں، تبصروں، واقعات، پیغامات، معلومات اور اطلاعات کی ترسیل اور نشرواشاعت ''صحافت'' کے زمرے میں آتی ہے۔

ذرائع ابلاغ کا دائرۂ اثر تمام شعبہ ہائے زندگی پر محیط ہے۔ اس کے بنیادی اہداف میں خبر یا معلومات پہنچانا، کسی خاص مقصد کو سامنے رکھتے ہوئے رہنمائی کرنا اور تفریح بہم پہنچانا شامل ہیں۔ عصر حاضر میں میڈیا نے ایک پروفیشن، ایک مستقل فن اور ایک سائنس کی صورت اختیار کی ہے بلکہ اس کو اب ایک باقاعدہ صنعت یعنی میڈیا انڈسٹری بھی کہتے ہیں۔

قرآن مجید ایک کامل اور جامع الہامی و آفاقی کتاب ہے۔ اس کے اندر کسی قسم کی تحریف و تعطیل اور تنقیص کی گنجائش نہیں۔ یہ علوم و معارف کا بحر بیکراں اور علم و حکمت کا خزانہ ہے جو بنی نوع انسان کے لیے ایک جامع نظام حیات پیش کرتی ہے۔ معاملاتِ تجارت ہوں یا میدانِ معیشت، تختِ سیاست ہو یا آدابِ معاشرت الغرض یہ انسانی زندگی کے جملہ شعبوں، معاملات، ہر دور کے حالات اور علوم سے بحث کرتی ہے۔ دورِ حاضر جدید ذرائع ابلاغ کا دور کہلاتا ہے۔ ذیل میں قرآن کریم کے ان آفاقی اصول وضوابط کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے جن پر عمل پیرا ہو کر میڈیا انسانیت کی فلاح و بہبود اور ترقی و کامرانی کا ایک نہایت اہم اور مؤثر ذریعہ بن سکتا ہے۔ یہ قرآنی تعلیمات ابلاغ و صحافت سے وابستہ جملہ افراد کے لیے دراصل وہ حدود و قیود ہیں جن کے اندر رہ کر ان کو اپنے پیشہ وارانہ فرائض انجام دینے چاہئیں۔ اس بنیاد پر ان اصولی ہدایات کو صحافت کا قرآنی ضابطہ اخلاق بھی کہا جاسکتا ہے۔

کسی خبر کی نشر کا حق صرف استنباط و استخراج کی صلاحیت رکھنے والوں کو حاصل ہے:

قرآن کریم کی رو سے ہر کس و ناکس اس بات کا اہل نہیں کہ وہ ذرائع ابلاغ پر آکر خبر نشر کرے بلکہ وہ کچھ قیود ات لگا کر میڈیا کو اہل و باصلاحیت افراد تک پابند کرنا چاہتا ہے چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''وَإِذَا جَآءَهُمْ أَمْرٌ مِّنَ ٱلْأَمْنِ أَوِ ٱلْخَوْفِ أَذَاعُواْ بِهِۦ وَلَوْ رَدُّوهُ إِلَى ٱلرَّسُولِ وَإِلَىٰٓ أُوْلِى ٱلْأَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ ٱلَّذِينَ يَسْتَنۢبِطُونَهُۥ مِنْهُمْ''[4]

''اور جب ان لوگوں کے پاس امن کی یا خوف کی کوئی خبر آتی ہے تو یہ (فوراً) اسے (لوگوں میں) پھیلا دیتے ہیں۔ اگر یہ (اسے پھیلانے کی بجائے) اس کے بارے میں

رسول یا اپنے اولوالامر کی طرف رجوع کرتے تو ان میں سے جو لوگ صحیح نتیجہ اخذ کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں اس کی حقیقت جان لیتے"

یعنی خبر نشر کرنے کا حق ایسے شخص کو حاصل ہے جب اس کے پاس خبر پہنچے تو وہ اس میں غور و فکر کے علاوہ اس سے استنباط و استخراج بھی کر سکتا ہو۔ اور اس خبر کی نشر و اشاعت سے معاشرے پر مرتب ہونے والے اثرات کا ادراک بھی رکھتا ہو۔ اگر اس میں یہ لیاقت و صلاحیت موجود نہیں تو اسے میڈیا پر آکر خبر نشر کرنے کا حق بھی حاصل نہیں۔ دوسرا ضابطہ جو مذکورہ آیت سے عیاں ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ حدود شرعیہ کی مخالف اخبارات و جرائد اور میڈیا پروگرامز کی نشر و اشاعت مذموم ہے۔

خبروں، واقعات اور معلومات کی اشاعت سے قبل تلاش و تفتیش اور تحقیق و تصدیق کی جائے:

عرب معاشرے میں اکثر تنازعات جو صدیوں کی دشمنی پر محیط ہوتے تھے ان کی اساس و بنیاد جھوٹی خبروں کی تسلیم و تشہیر تھی۔ چنانچہ قرآن کریم نے آج سے چودہ سو سال قبل ابلاغ و صحافت کے لیے تحقیق و تفتیش کا ضابطہ اخلاق مسلم کیا، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''يَأَيُّهَا ٱلَّذِينَ آمَنُوٓاْ إِن جَآءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوٓاْ أَن تُصِيبُواْ قَوْمَا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُواْ عَلَىٰ مَا فَعَلْتُمْ نَادِمِينَ'' [5]

"اے مؤمنو! اگر تمہیں کوئی فاسق خبر دے تو تم اس کی اچھی طرح تحقیق کر لیا کرو ایسا نہ ہو کہ نادانی میں کسی قوم کو ایذا پہنچا دو پھر اپنے لئے پریشانی اٹھاؤ"

''وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِۦ عِلْمٌ إِنَّ ٱلسَّمْعَ وَٱلْبَصَرَ وَٱلْفُؤَادَ كُلُّ أُولَـٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْؤُولًا'' [6]

"اور جس بات کا تمہیں علم نہ ہو اس کے پیچھے نہ لگو۔ (یاد رکھو) کان، آنکھ اور دل ان سب (جوارح) سے باز پرس ہونی ہے"

ان قرآنی تعلیمات کی رو سے خبر و اطلاع اور تمام معاملات کی تحقّق کرنا، واقعات کی صحت معلوم کرنا، بات کھولنا، حقائق و سچائی تک پہنچنا، پرکھنا، جاننا اور سمجھنا ضروری قرار دیا گیا ہے۔

درج بالا نکات کا لب لباب یہ ہے کہ خبر نشر کرنے والا شخص صاحبِ استخراج و استنباط ہو، خبر بھی مصدّقہ ہو، اس میں جھوٹ نہ ہو اور نشر کرنے والا شخص خبر کو نشر کرنے کے بعد اس کے نتیجے سے بھی آگاہ ہو۔

افواہ، جھوٹ اور منفی پراپیگنڈہ کی اشاعت سے گریز کیا جائے:

جدید ذرائع ابلاغ پر نشر ہونے والے بعض پروگرامز کی اساس ہی کذب وافتراء اور دروغ گوئی پر ہوتا ہے۔ دولت او رسستی شہرت کی حصول کے طلب گار بعض ناعاقبت اندیش افراد جھوٹی خبریں گھڑتے ہیں اور ملمع کاری سے ان کی اشاعت و تشہیر کرتے ہیں۔ عام لوگ ان کے دام میں آکر باہم دست و گریباں ہونے لگتے ہیں۔ اسی طرح اکثر بین المملکتی نزاع بھی جھوٹے پروپیگنڈے کے مرہونِ منت ہوتے ہیں حالانکہ یہ سب قرآنی تعلیمات کے منافی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''إِذۡ تَلَقَّوۡنَهُۥ بِأَلۡسِنَتِكُمۡ وَتَقُولُونَ بِأَفۡوَاهِكُم مَّا لَيۡسَ لَكُم بِهِۦ عِلۡمٌ وَتَحۡسَبُونَهُۥ هَيِّنًا وَهُوَ عِندَ ٱللَّهِ عَظِيمٌ''[7]

''تم اس وقت کیسی سخت غلطی کر رہے تھے جب کہ تم اس (جھوٹ) کو اپنی زبانوں سے نقل در نقل کر رہے تھے اور تم اپنے منہ سے وہ کچھ کہے جا رہے تھے جس کے بارے میں تمہیں مطلق علم نہ تھا اور تم اسے ایک ہلکی (سی) بات سمجھ رہے تھے حالانکہ وہ اللہ کے نزدیک بڑی (سخت بات) تھی''

محض زبانی کلامی جمع خرچ اور بے بنیاد باتوں کی اشاعت سے اجتناب کی تعلیم:

ذرائع ابلاغ پر شائع ہونے والے بعض پروگرامز اور تحریرات بلامقصد اور بے بنیاد ہوتے ہیں جن میں یا تو محض زبانی کلامی جمع خرچ سے کام لیا جاتا ہے جس کی کوئی افادیت یا مثبت اور تعمیری مقصد نہیں ہوتا یا پھر غیر مستند معلومات و تحریرات نشر کی جاتی ہیں۔ اس ضمن میں رہنما قرآنی ہدایات درج ذیل ہیں۔

''يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفۡعَلُونَ ۝ كَبُرَ مَقۡتًا عِندَ ٱللَّهِ أَن تَقُولُواْ مَا لَا تَفۡعَلُونَ''[8]

''مؤمنو! تم ایسی باتیں کیوں کہا کرتے ہو جو کیا نہیں کرتے۔ اللہ اس بات سے سخت بیزار ہے کہ ایسی بات کہو جو کرو نہیں''

قرآن کریم نے ایسی زبانی اور بے بنیاد باتوں اور اس قسم کی خبر کے بعد اس کی اشاعت سے بھی منع کیا ہے۔

''وَلَوۡلَآ إِذۡ سَمِعۡتُمُوهُ قُلۡتُم مَّا يَكُونُ لَنَآ أَن نَّتَكَلَّمَ بِهَٰذَا سُبۡحَٰنَكَ هَٰذَا بُهۡتَٰنٌ عَظِيمٌ''[9]

''اور جب تم نے اسے سنا تھا تو کیوں نہ کہہ دیا کہ ہمیں شایاں نہیں کہ ایسی بات زبان پر لائیں۔ تو پاک ہے۔ یہ تو بڑا بہتان ہے''

شہادتِ حق کا حکم، اخفائے شہادت، کذب بیانی اور جھوٹی گواہی کی ممانعت:

ذرائع ابلاغ وترسیل میں کسی امر یا واقعہ کی نشر واشاعت اور رپورٹنگ دراصل ایک قسم کی شہادت یعنی گواہی کا درجہ رکھتی ہے۔ قرآنی تعلیمات کی رُو سے مسلمانوں کو شہادتِ حق کا حکم ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''وَأَقِيمُواْ ٱلشَّهَـــادَةَ لِلَّهِ ''[10]

''اور اللہ کی رضامندی کے لئے ٹھیک گواہی دو''

شہادت کا مفہوم صرف کسی مقدمے میں عدالت میں پیش ہو کر گواہی دینے تک محدود نہیں ہے بلکہ صحیح اور وسیع تر مفہوم یہ ہے کہ آدمی جس حق سے آگاہ ہے دوسروں کو بھی اس سے آگاہ کرے اور کسی خوف ولالچ یا کسی اور مفاد کے تحت اظہارِ حق سے گریز نہ کرے اور ہر صورت میں واقعات کی صحیح رپورٹنگ اور کوریج کی جائے۔ کتمان شہادت کی ممانعت ان الفاظ میں بیان کی گئی ہے:

''وَلاَ تَكْتُمُواْ ٱلشَّهَادَةَ وَمَن يَكْتُمْهَا فَإِنَّهُ آثِمٌ قَلْبُهُ''[11]

''اور (دیکھنا) شہادت کو مت چھپانا جو اس کو چھپائے گا وہ دل کا گناہ گار ہو گا''

امرِ واقعہ، حق بات اور شہادت میں ردّوبدل اور کذب بیانی کے بارے میں وارد ہے:

''وَإِن تَلْوُواْ أَوْ تُعْرِضُواْ فَإِنَّ ٱللَّهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيراً''[12]

''اور اگر تم کج بیانی یا پہلو تہی کرو گے تو بلاشبہ اللہ تمہارے سب اعمال سے باخبر ہے''

''وَٱجْتَنِبُواْ قَوْلَ ٱلزُّورِ''[13]

''اور جھوٹی باتوں سے پرہیز کرو''

ایک اور جگہ حق کو باطل کے ساتھ گڈمڈ کرنے، جانتے بوجھتے چھپانے یا مشتبہ بنانے سے یوں منع کیا گیا ہے:

''لِمَ تَلْبِسُونَ ٱلْحَقَّ بِٱلْبَاطِلِ وَتَكْتُمُونَ ٱلْحَقَّ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ''[14]

''باوجود جاننے کے حق و باطل کو کیوں خلط ملط کر رہے ہو اور کیوں حق کو چھپا رہے ہو؟''

جانبداری، رنگ آمیزی واقرباپروری سے گریز کرکے ہر حال میں انصاف پسندی کو شعار بنایا جائے:

منصفانہ رپورٹنگ وتجزیہ کسی صحافی کا اخلاقی فریضہ ہے۔عدل وانصاف کی تعلیم ہمیں قرآن کریم بھی دیتا ہے:

''يَاأَيُّهَا ٱلَّذِينَ آمَنُواْ كُونُواْ قَوَّامِينَ لِلَّهِ شُهَدَآءَ بِٱلْقِسْطِ وَلاَ يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ عَلَىٰ أَلاَّ تَعْدِلُواْ ٱعْدِلُواْ هُوَ أَقْرَبُ لِلتَّقْوَىٰ''
[15]

"اے ایمان والوں! اللہ کے لیے انصاف کی گواہی دینے کے لیے کھڑے ہو جایا کرو،
اور لوگوں کی دشمنی تم کو اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ انصاف چھوڑ دو۔ (ہر حال میں)
انصاف کرو کہ (شیوہ) انصاف پرہیز گاری سے قریب تر ہے"

انسانیت کی عزت و تکریم، حقوق، اخلاقیات اور اقدار کا لحاظ کیا جائے:

جس طرح عام زندگی میں کسی انسان کی تضحیک و تنقیص اور دل آزاری مذموم ہے اسی طرح ذرائع ابلاغ پر بھی کسی کی کردار کشی، بدنامی، الزام تراشی، عیب جوئی، لعن طعن اور سوئے ظن کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔

''وَلاَ تَلْمِزُواْ أَنفُسَكُمْ وَلاَ تَنَابَزُواْ بِٱلأَلْقَابِ بِئْسَ ٱلاسْمُ ٱلْفُسُوقُ بَعْدَ ٱلإِيمَانِ وَمَن لَّمْ يَتُبْ فَأُوْلَـٰئِكَ هُمُ ٱلظَّالِمُونَ''[16]

"اور اپنے (مومن بھائی) کو عیب نہ لگاؤ اور نہ ایک دوسرے کا برا نام (رکھو) ایمان لانے کے بعد برا نام رکھنا گناہ ہے اور جو توبہ نہ کریں وہ ظالم ہیں"

''وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ''[17]

"ہر طعنہ زن اور عیب گیری کرنے والے کے لیے ہلاکت ہے"

''يَاأَيُّهَا ٱلَّذِينَ آمَنُواْ ٱجْتَنِبُواْ كَثِيراً مِّنَ ٱلظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ ٱلظَّنِّ إِثْمٌ''[18]

"اے لوگو جو ایمان لائے ہو، (لوگوں کے بارے میں) بہت گمان کرنے سے بچتے رہو، (کیونکہ) بعض گمان (داخل) گناہ ہیں"

اسی طرح اسلام ہر انسان کو تحفظ آبرو کا حق بھی دیتا ہے۔ میڈیا پروگرامز میں دوسروں کی غیبت، کھوج و کُرید، نجی زندگی اور ذاتی معاملات میں مداخلت سے بھی اجتناب کیا جائے:

''يَاأَيُّهَاٱلَّذِينَ آمَنُواْ لاَ تَدْخُلُواْ بُيُوتاً غَيْرَ بُيُوتِكُمْ حَتَّىٰ تَسْتَأْنِسُواْ''[19]

"اے ایمان والو! اپنے گھروں کے سوا دوسروں کے گھروں میں داخل نہ ہوا کرو جب تک کہ ان کی رضا حاصل نہ کرو"

''وَلاَ تَجَسَّسُواْ وَلاَ يَغْتَب بَّعْضُكُم بَعْضاً أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَن يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتاً فَكَرِهْتُمُوهُ''[20]

"اور ایک دوسرے کی ٹوہ میں نہ لگے رہو۔ اور نہ تم میں سے کوئی کسی کی غیبت کرے۔ بھلا تم میں سے کوئی (اس بات کو) گوارا کرے گا کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت

کھائے؟ تو یہ (یقیناً) تم کو گوارا نہیں (تو غیبت کیوں گوارا ہو)۔ اور اللہ (کے غضب) سے ڈرتے رہو، بیشک وہ بڑا ہی توبہ قبول کرنے والا (اور) ہمیشہ رحم کرنے والا ہے"

قرآنِ حکیم تحقیرِ آدمیت، استہزاو تمسخر اور تذلیلِ گروہیہ سے گریز کی اور احترام انسانیت کی تلقین کرتا ہے:

''يَاأَيُّهَا ٱلَّذِينَ آمَنُواْ لاَ يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّن قَوْمٍ عَسَىٰ أَن يَكُونُواْ خَيْراً مِّنْهُمْ وَلاَ نِسَآءٌ مِّن نِّسَآءٍ عَسَىٰ أَن يَكُنَّ خَيْراً مِّنْهُنَّ''[21]

"مؤمنو! کوئی قوم کسی قوم سے تمسخر نہ کرے ممکن ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں عورتوں سے (تمسخر کریں) ممکن ہے کہ وہ ان سے اچھی ہوں"

ہر قسم کے مساعد و نامساعد حالات میں صبر وضبط سے کام لیا جائے اور دوسروں کو چڑانے سے پرہیز کیا جائے:

''وَلاَ تَسُبُّواْ ٱلَّذِينَ يَدْعُونَ مِن دُونِ ٱللَّهِ فَيَسُبُّواْ ٱللَّهَ عَدْواً بِغَيْرِ عِلْمٍ''[22]

"اور یہ لوگ اللہ کے سوا جن کو پکارتے ہیں انہیں گالی نہ دو۔ ورنہ یہ لوگ جہالت کی وجہ سے چڑ کر اللہ کو گالی دیں گے"

صحافی وابلاغی کارکنان صبر، عفو در گزر اور بہترین اخلاق کا مظاہرہ کریں:

قرآنی تعلیمات اس بات کا متقاضی ہیں کہ دیگر مسلمانوں کی طرح ایک صحافی بھی اعلیٰ اخلاق اور اعلیٰ ظرفی کا مظاہرہ کرے، اپنے پیشہ وارانہ سرگرمیوں کے دوران حلیم طبعی اور عفو در گزر سے کام لے نیز بحث و تکرار، حجت بازی و جوابی کارروائی سے پرہیز کرے:

''خُذِ ٱلْعَفْوَ وَأْمُرْ بِٱلْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ ٱلْجَاهِلِينَ''[23]

" (اے محمدؐ) عفو اختیار کرو اور نیک کام کرنے کا حکم دو اور جاہلوں سے کنارہ کر لو"

''وَإِذَا سَمِعُواْ ٱللَّغْوَ أَعْرَضُواْ عَنْهُ وَقَالُواْ لَنَآ أَعْمَالُنَا وَلَكُمْ أَعْمَالُكُمْ سَلاَمٌ عَلَيْكُمْ لاَ نَبْتَغِي ٱلْجَاهِلِينَ''[24]

"اور جب بے ہودہ باتیں سنتے ہیں تو اس سے منہ پھیر لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم کو ہمارے اعمال اور تم کو تمہارے اعمال تم کو سلام ہم جاہلوں کے خواستگار نہیں ہیں"

''وَعِبَادُ ٱلرَّحْمَـٰنِ ٱلَّذِينَ يَمْشُونَ عَلَىٰ ٱلأَرْضِ هَوْناً وَإِذَا خَاطَبَهُمُ الجَاهِلُونَ قَالُواْ سَلاَماً''[25]

"اور رحمٰن کے (حقیقی) بندے وہ ہیں جو زمین پر انکساری سے چلتے ہیں اور اگر جاہل ان سے مخاطب ہوں تو بس سلام کہہ کر (کنارہ کش رہتے ہیں)"

کسی برائی کی بہترین انسدادی تدبیر درج ذیل ہے:

''وَلاَ تَسْتَوِي ٱلْحَسَنَةُ وَلاَ ٱلسَّيِّئَةُ ٱدْفَعْ بِٱلَّتِي هِيَ أَحْسَنُ فَإِذَا ٱلَّذِي بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ عَدَاوَةٌ كَأَنَّهُ وَلِيٌّ حَمِيمٌ''[26]

"نیکی اور برائی برابر نہیں ہو سکتی لہٰذا تم برائی کا جواب بہترین طریقہ سے دو کہ اس طرح جس کے اور تمہارے درمیان عداوت ہے وہ بھی ایسا ہو جائے گا جیسے گہرا دوست ہو"

''ادْفَعْ بِٱلَّتِي هِيَ أَحْسَنُ ٱلسَّيِّئَةَ''[27]

"(اے پیغمبر ﷺ) برائی کو ایسے طریقے سے دور کرو جو بہترین ہو"

صحافی کا اس بات پر ایمان ہونا چاہیے کہ حمایت و مخالفت کا صلہ ضرور ملے گا:

''مَّن يَشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً يَكُنْ لَّهُ نَصِيبٌ مِّنْهَا وَمَن يَشْفَعْ شَفَاعَةً سَيِّئَةً يَكُنْ لَّهُ كِفْلٌ مِّنْهَا وَكَانَ ٱللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ مُّقِيتاً''[28]

"جو شخص نیک بات کی سفارش کرے تو اس کو اس (کے ثواب) میں حصہ ملے گا اور جو بری بات کی سفارش کرے تو اس کو اس کے (عذاب) میں سے حصہ ملے گا"

عریانی، فحاشی، بے حیائی اور برائی کے اشاعت و تشہیر سے گریز کیا جائے:

موجودہ میڈیا کے اکثر پروگرامز، ڈراموں، فلموں حتیٰ کہ ٹاک شوز اور نیوز کاسٹنگ میں بھی تفریح یا کسی اور ضرورت کے نام پر بے حیائی، بے شرمی، بے راہ روی، عریانی، فحاشی، اخلاق باختگی اور دیگر منکرات کی اشاعت اور تشہیر اپنی عروج پر ہے۔ ان کے اثراتِ بد سے ہمارا معاشرہ محفوظ نہیں جب کہ دینِ اسلام اپنے پیروکاروں کو فحاشی جیسے قبیح و شنیع فعل سے دور رہنے کی تاکید کرتا ہے اور اس کے مرتکبین کے لیے سخت سے سخت قوانین وضع کرتا ہے تاکہ حفظِ ماتقدم کے طور پر عریانی اور فحاشی اور اس کے سنگین نتائج و مضرات (Consequences) سے بچا جا سکے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''إِنَّ ٱلَّذِينَ يُحِبُّونَ أَن تَشِيعَ ٱلْفَاحِشَةُ فِي ٱلَّذِينَ آمَنُواْ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ فِي ٱلدُّنْيَا وَٱلآخِرَةِ وَٱللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لاَ تَعْلَمُونَ''[29]

"اور جو لوگ اس بات کو پسند کرتے ہیں کہ مومنوں میں بے حیائی پھیلے ان کو دنیا اور آخرت میں دکھ دینے والا عذاب ہو گا اور خدا جانتا ہے اور تم نہیں جانتے"

''وَلاَ تَقْرَبُواْ ٱلْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ''[30]

''اور بے حیائی کی باتوں کے پاس بھی نہ پھٹکنا (خواہ) وہ علانیہ ہوں یا پوشیدہ''

''قُلْ إِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ ٱلْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَٱلإِثْمَ وَٱلْبَغْيَ بِغَيْرِ ٱلْحَقِّ''[31]

''تو کہہ! میرے رب نے حرام ٹھہرایا ہے، سو بے حیائی کے کام جو کھلے ہیں ان میں اور جو چھپے، اور گناہ اور زیادتی ناحق''

''يَابَنِي آدَمَ لاَ يَفْتِنَنَّكُمُ ٱلشَّيْطَانُ كَمَآ أَخْرَجَ أَبَوَيْكُمْ مِّنَ ٱلْجَنَّةِ يَنْزِعُ عَنْهُمَا لِبَاسَهُمَا لِيُرِيَهُمَا سَوْءَاتِهِمَآ إِنَّهُ يَرَاكُمْ هُوَ وَقَبِيلُهُ مِنْ حَيْثُ لاَ تَرَوْنَهُمْ إِنَّا جَعَلْنَا ٱلشَّيَاطِينَ أَوْلِيَآءَ لِلَّذِينَ لاَ يُؤْمِنُونَ''[32]

''اے بنی آدم دیکھنا کہیں شیطان تمہیں بہکا نہ دے۔ جس طرح تمہارے ماں باپ کو بہکا کر جنت سے نکلوا دیا اور ان سے ان کے کپڑے اتروا دیئے تاکہ ان کے ستر ان کو کھول دکھائے وہ اور اس کے بھائی تم کو ایسی جگہ سے دیکھتے رہتے ہیں جہاں سے تم ان کو نہیں دیکھ سکتے۔ ہم نے شیطانوں کو انہیں لوگوں کا رفیق بنایا ہے جو ایمان نہیں رکھتے''

''يٰأَيُّهَا ٱلَّذِينَ آمَنُواْ لاَ تَتَّبِعُواْ خُطُوَاتِ ٱلشَّيْطَانِ وَمَن يَتَّبِعْ خُطُوَاتِ ٱلشَّيْطَانِ فَإِنَّهُ يَأْمُرُ بِٱلْفَحْشَآءِ وَٱلْمُنْكَرِ وَلَوْلاَ فَضْلُ ٱللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ مَا زَكَا مِنكُمْ مِّنْ أَحَدٍ أَبَداً وَلَـٰكِنَّ ٱللَّهَ يُزَكِّي مَن يَشَآءُ وَٱللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ''[33]

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو، شیطان کے نقش قدم پر نہ چلو اور جو شیطان کے نقشِ قدم پر چلے گا تو وہ (اسے) بے حیائی اور بری باتوں ہی کا حکم دے گا''

اس ضمن میں ذرائع ابلاغ پر مسلم خواتین کے حوالے سے رپورٹنگ بھی خصوصی احتیاط کا تقاضہ کرتی ہیں:

''إِنَّ ٱلَّذِينَ يَرْمُونَ ٱلْمُحْصَنَاتِ ٱلْغَافِلاَتِ ٱلْمُؤْمِناتِ لُعِنُواْ فِي ٱلدُّنْيَا وَٱلآخِرَةِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ''[34]

''جو لوگ پرہیز گار اور برے کاموں سے بے خبر اور ایمان دار عورتوں پر بدکاری کی تہمت لگاتے ہیں ان پر دنیا اور آخرت میں لعنت ہے اور ان کو سخت عذاب ہوگا''

''لَّوْلاَ جَآءُوا عَلَيْهِ بِأَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَإِذْ لَمْ يَأْتُواْ بِالشُّهَدَآءِ فَأُوْلَـٰئِكَ عِندَ ٱللَّهِ هُمُ ٱلْكَاذِبُونَ''[35]

''یہ (افترا پرداز) اپنی بات (کی تصدیق) کے (لئے) چار گواہ کیوں نہ لائے؟ تو جب یہ گواہ نہیں لا سکے تو خدا کے نزدیک یہی جھوٹے ہیں''

لغو بیانی، بسیار گوئی، بدزبانی، ذو معنی، نازیبا اور غیر منطقی تقریر و تحریر سے بھی اجتناب کیا جائے:

''وَإِذَا مَرُّوا بِاللَّغْوِ مَرُّوا كِرَامًا''[36]

''اور جب کسی لغو کام پر ان کا گزر ہو تو (شریفوں طرح) وقار سے گزر جاتے ہیں''

''وَالَّذِينَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُونَ''[37]

''اور جو بیہودہ باتوں سے دور رہتے ہیں''

امر بالمعروف و نہی عن المنکر:

اسلامی نظریہ ابلاغ کا مرکزی تصور اور اسلامی صحافت کا بنیادی نقطہ اور محورِ عمل امر بالعروف و نہی عن المنکر ہونا چاہیے۔ اس عظیم الشان ذمہ داری کو قرآن کریم نے صراحت کے ساتھ کئی مقامات پر ذکر کیا ہے:

''وَلْتَكُن مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ''[38]

''اور تم میں ایک جماعت ایسی ہونی چاہیے جو نیکی کی طرف بلائے اور اچھے کام کرنے کا حکم دے اور برے کاموں سے منع کرے یہی لوگ ہیں جو فلاح پانے والے ہیں''

''كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ''[39]

''(مومنو!) جتنی امتیں (یعنی قومیں) لوگوں میں پیدا ہوئیں تم ان سب سے بہتر ہو کہ نیک کام کرنے کو کہتے ہو اور برے کاموں سے منع کرتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو''

نیکی کے کاموں میں تعاون و تناصر اور برائی میں عدم تعاون کا اصول ہمیں درج ذیل آیت سے بھی ملتا ہے:

''وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ''[40]

''اور نیکی و پرہیزگاری میں ایک دوسرے کی مدد کرو اور گناہ ظلم زیادتی میں مدد نہ کرو''

عموماً کسی کی مذمت یا شکایت پسندیدہ عمل نہیں مگر مظلوم، ظالم کا ظلم لوگوں پر ظاہر کر سکتا ہے:

اگر کوئی شخص ناحق کسی ظالم کے ظلم کا نشانہ بنے تو انصاف تک رسائی کے لیے پریس کانفرنس یا دیگر ذرائع ابلاغ کا استعمال کیا جا سکتا ہے:

''لَّا يُحِبُّ اللَّهُ الْجَهْرَ بِالسُّوءِ مِنَ الْقَوْلِ إِلَّا مَن ظُلِمَ''[41]

''اللہ اس کو پسند نہیں کرتا کہ آدمی بدگوئی پر زبان کھولے، الّا یہ کہ کسی پر ظلم کیا گیا ہو''

''وَجَزَاءُ سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا فَمَنْ عَفَا وَأَصْلَحَ فَأَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الظَّالِمِينَ''[42]

"اور (جان لو کہ) برائی کا بدلہ ویسی ہی برائی ہے، پھر جو معاف کر دے اور اصلاح کرے تو اس کا اجر اللہ کے ذمے ہے، بیشک وہ ظلم کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا"

تحریر و تقریر کی حکمتِ عملی:

جملہ ذرائع ابلاغ میں حکمت و دانائی اور حق گوئی و بے باکی سے کام لیا جائے۔ کسی بھی ابلاغی نشریہ میں حکمت، موعظت اور احسن طریق سے بحث کو مدِّ نظر رکھا جائے، دعوت و تبلیغ اور ابلاغ و ترسیل کے یہی اصول قرآنِ کریم نے ان الفاظ میں بیان کیے ہیں:

''ٱدْعُ إِلَىٰ سَبِيلِ رَبِّكَ بِٱلْحِكْمَةِ وَٱلْمَوْعِظَةِ ٱلْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُم بِٱلَّتِي هِيَ أَحْسَنُ'' (النحل١٦:١٢٥)

"(اے نبیؐ) اپنے رب کے راستے کی طرف دعوت دو حکمت اور عمدہ نصیحت کے ساتھ، اور لوگوں سے مباحثہ کرو ایسے طریقہ پر جو بہترین ہو"

اسی طرح صحافی حق گوئی اور بے باکی کے ساتھ اپنا پیغام بالوضاحت پہنچائے اور باقی نتیجہ اللہ پر چھوڑ دے:

''وَقُولُواْ لِلنَّاسِ حُسْناً''[43]

"اور لوگوں سے اچھی باتیں کہنا"

''يَأَيُّهَا ٱلَّذِينَ آمَنُواْ ٱتَّقُواْ ٱللَّهَ وَقُولُواْ قَوْلاً سَدِيداً''[44]

"اے لوگو جو ایمان لائے ہو، اللہ سے ڈرو اور سیدھی (سچی) بات کہو"

''فَإِن تَوَلَّوْاْ فَإِنَّمَا عَلَيْكَ ٱلْبَلاَغُ ٱلْمُبِينُ''[45]

"اور اگر یہ لوگ اعراض کریں تو (اے پیغمبرؐ) تمہارا کام فقط کھول کر سنا دینا ہے"

''فَإِنَّمَا عَلَيْكَ ٱلْبَلاَغُ وَعَلَيْنَا ٱلْحِسَابُ''[46]

"بہر حال تمہارے ذمہ (ہمارے احکام کا) پہنچا دینا ہے اور ہمارے ذمہ حساب لینا ہے"

پیغام کی تفہیم و تلقین کے لیے کلام و طرزِ تخاطب احسن، بامقصد، نرم اور شائستہ ہونا چاہیے:

''وَقُل لِّعِبَادِي يَقُولُواْ ٱلَّتِي هِيَ أَحْسَنُ إِنَّ ٱلشَّيْطَانَ يَنزَغُ بَيْنَهُمْ إِنَّ ٱلشَّيْطَانَ كَانَ لِلإِنْسَانِ عَدُوّاً مُّبِيناً''[47]

"اور میرے بندوں سے کہہ دو کہ ایسی باتیں کہا کریں جو بہت پسندیدہ ہوں کیونکہ شیطان ان میں فساد ڈلوا دیتا ہے۔ کچھ شک نہیں کہ شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے"

''قَوْلٌ مَّعْرُوفٌ وَمَغْفِرَةٌ خَيْرٌ مِّن صَدَقَةٍ يَتْبَعُهَآ أَذًى''[48]

''بھلی بات اور در گزر کرلینا، کہیں بہتر ہے ایسے صدقہ سے، جس کے بعد ستایا جائے''

''وَقُولُوا لَهُمْ قَوْلاً مَّعْرُوفاً''[49]

''اور ان سے اچھے طریقہ سے بات کرو''

''وَلاَ تُجَادِلُوا أَهْلَ الْكِتَابِ إِلاَّ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ''[50]

''اور اہل کتاب سے بحث ومباحثہ نہ کرو مگر اس طرح پر جو نہایت عمدہ ہو''

مفادات اور سستی شہرت (Rating) کی خاطر اپنے ایمان وضمیر کا سودا نہ کیا جائے:

عصرِ حاضر میں بعض ذرائع ابلاغ بالخصوص کچھ ٹی وی چینلز نے سستی شہرت یا ریٹنگ بڑھانے کی خاطر ایمان وضمیر اور جملہ اقدار کو پسِ پشت ڈال دیا ہے اور مبالغہ آمیزی اور شر انگیزی کے ذریعے اس دوڑ میں آگے چلے جا رہے ہیں جب کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''وَلَا تَشْتَرُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۭ اِنَّمَا عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ''[51]

''اور اللہ کے (نام پر کئے ہوئے) عہد کو تھوڑے سے فائدے کے بدلے نہ بیچ ڈالو۔ (راست بازی کا) جو (اجر) اللہ کے پاس ہے وہ تمہارے حق میں بہتر ہے اگر تم جانو''

''وَإِمَّا يَنزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطَانِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ''[52]

''اور (دیکھو) اگر تم کو کوئی شیطانی وسوسہ ورغلائے تو اللہ کی پناہ مانگ لیا کرو''

پیشہ وارانہ فرائض انجام دیتے وقت تقویٰ، توکل علی اللہ اور ایمان داری ملحوظِ خاطر رکھیں:

تقویٰ اور خشیتِ الٰہی اگر مدِّ نظر ہو تو موجودہ میڈیا کے بہت سے مفسدات ومضمرات سے بچا جا سکتا ہے:

''يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلاَ تَمُوتُنَّ إِلاَّ وَأَنْتُمْ مُّسْلِمُونَ''[53]

''اے ایمان والو! اللہ سے ایسے ڈرو جیسے اس سے ڈرنے کا حق ہے اور تمہیں موت نہ آئے مگر اس حال میں کہ تم مسلمان ہو''

''فَلاَ تَخَافُوهُمْ وَخَافُونِ إِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِينَ''[54]

''تو اگر تم مومن ہو تو ان سے مت ڈرنا اور مجھ ہی سے ڈرتے رہنا''

''فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِينَ''[55]

''پھر جب آپ (کسی رائے کا) پختہ ارادہ کرلیں تو اللہ پر بھروسہ کیجئے۔ (اور کام شروع

کر دیجئے) بلاشبہ اللہ تعالیٰ بھروسہ کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے"

''ٱلْحُكْمُ إِلاَّ لِلَّهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَعَلَيْهِ فَلْيَتَوَكَّلِ ٱلْمُتَوَكِّلُونَ'' [56]

"حکم اسی کا ہے، میں اسی پر بھروسہ رکھتا ہوں اور اہل توکل کو اسی پر بھروسا رکھنا چاہئے"

''وَمَا لَنَآ أَلاَّ نَتَوَكَّلَ عَلَى ٱللَّهِ وَقَدْ هَدَانَا سُبُلَنَا وَلَنَصْبِرَنَّ عَلَىٰ مَآ آذَيْتُمُونَا وَعَلَى ٱللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ ٱلْمُتَوَكِّلُونَ'' [57]

"اور ہمارے لئے کیا (عذر ہو سکتا) ہے کہ ہم اللہ پر بھروسہ نہ کریں حالانکہ اسی نے ہماری (زندگی کی) راہوں میں ہماری رہنمائی کی ہے؟ ہم ان ایذاؤں پر صبر کریں گے جو تم ہمیں دے رہے ہو اور بھروسہ کرنے والوں کو اللہ ہی پر بھروسہ کرنا چاہئے"

اسی طرح درج ذیل آیتِ کریمہ کی رُو سے صحافی بھی ایمان داری و دیانت داری کو اپنا شعار بنائے:

''يَأَيُّهَا ٱلَّذِينَ آمَنُواْ لاَ تَخُونُواْ ٱللَّهَ وَٱلرَّسُولَ وَتَخُونُوۤاْ أَمَانَاتِكُمْ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ'' [58]

"اے لوگو جو ایمان لائے ہو' اللہ اور اس کے رسول کی (امانت میں) خیانت نہ کرو اور نہ اپنی امانتوں میں خیانت کرو اور تم اس بات کو خوب جانتے ہو"

''وَٱلَّذِينَ هُمْ لأَمَانَاتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رَاعُونَ'' [59]

"اور وہ جو اپنی امانتوں اور اپنے عہد (وپیمان) کا پاس رکھتے ہیں"

یعنی حالات وواقعات کو ٹھیک اور فی الواقع ہی بیان کیا جائے۔ یہ صحافتی اخلاقیات کی ایک اہم خصوصیت بھی ہے اور قرآن کریم کا بیان کردہ اصول بھی، جس کا دائرۂ کار صحافت سمیت جملہ انسانی شعبوں کو محیط ہے۔

تذکیر ونصیحت ہمیشہ مفید وکار آمد ہوتی ہے:

صحافی اور اینکرز اپنے ٹاک شوز، اداریوں اور دیگر تحریرات میں درپیش حالات کی مناسبت سے وعظ و نصیحت اور اصلاحِ احوال کی تجاویز برابر دیں کیونکہ یہ کبھی رائیگاں نہیں جاتی، جیسا کہ ارشادِ ربّانی ہے:

''وَذَكِّرْ فَإِنَّ ٱلذِّكْرَىٰ تَنفَعُ ٱلْمُؤْمِنِينَ'' [60]

"اور نصیحت کرتے رہیے۔ کیونکہ نصیحت ایمان لانے والوں کو فائدہ دیتی ہے"

''فَأَعْرِضْ عَنْهُمْ وَعِظْهُمْ وَقُل لَّهُمْ فِيۤ أَنْفُسِهِمْ قَوْلاً بَلِيغاً'' [61]

"آپ ان سے چشم پوشی کیجئے، انہیں نصیحت کرتے رہیے اور انہیں وہ بات کہیے جو ان کے دلوں میں گھر کرنے والی ہو"

لیکن ناصح ہونے کے ساتھ ساتھ صحافی یا تجزیہ کار کے لیے خود با عمل ہونا بھی ضروری ہے:

''أَتَأْمُرُونَ ٱلنَّاسَ بِٱلْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ أَنْفُسَكُمْ''[62]

"تم لوگوں کو تو نیکی کا حکم کرتے ہو مگر اپنے آپ کو بھول ہی جاتے ہو"

اتحاد امت و یگانگت پر زور اور فرقہ بندی، تعصب و انتشار سے پرہیز:

عصرِ حاضر کے بعض ذرائع ابلاغ جذباتی اور اشتعال انگیز انداز میں مسائل کو بیان کرتے ہیں بالخصوص برقیاتی میڈیا پر کبھی کبھار نان ایشوز کو بریکنگ نیوز کے طور پر پیش کر کے Media Hypes پیدا کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ بعض اخبارات کی سرخیاں اور کالم کے عناوین کا انداز بھی مبالغہ آمیز اور بھڑکانے والا ہوتا ہے۔ یہ سب ناظرین اور قارئین کے لیے ذہنی و فکری انتشار و خلفشار کا باعث بنتے ہیں جب کہ قرآنی تعلیمات کا تقاضہ یہ ہے کہ شر انگیزی اور فتنہ و فساد کی بجائے اتحادِ امت کو فروغ دینے کی کوشش کی جائے۔

''وَٱعْتَصِمُواْ بِحَبْلِ ٱللَّهِ جَمِيعاً وَلاَ تَفَرَّقُواْ''[63]

"اور سب مل کر خدا (کی ہدایت کی) رسی کو مضبوط پکڑے رہنا اور متفرق نہ ہونا"

''إِنَّمَا ٱلْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ فَأَصْلِحُواْ بَيْنَ أَخَوَيْكُمْ''[64]

"مسلمان تو (آپس میں بھائی) بھائی ہیں لہذا اپنے بھائیوں کے درمیان مصالحت کرادو"

''ٱلَّذِينَ فَرَّقُواْ دِينَهُمْ وَكَانُواْ شِيَعاً لَّسْتَ مِنْهُمْ فِي شَيْءٍ إِنَّمَآ أَمْرُهُمْ إِلَى ٱللَّهِ ثُمَّ يُنَبِّئُهُم بِمَا كَانُواْ يَفْعَلُونَ''[65]

"جن لوگوں نے اپنے دین میں تفرقہ ڈالا اور گروہ بن گئے، تمھیں ان سے کچھ سروکار نہیں۔ ان کا معاملہ تو اللہ کے حوالے ہے، پھر وہی ان کو بتائے گا جو کچھ وہ کرتے رہے"

مہمات الامور میں صلاح و مشاورت:

اہم اور نازک نوعیت کے پیش آمدہ حالات و واقعات بالخصوص ملکی، ملّی اور قومی سلامتی اور سالمیت، تحفظ اور بقاء سے متعلق اُمور کے بارے میں ذرائع ابلاغ پر اظہارِ رائے کے سلسلے میں اولوالامر سے مشاورت کی جائے تاکہ تنازعات، فساد اور انتشار سے بچا جا سکے۔

''وَشَاوِرْهُمْ فِي ٱلأَمْـــــــــرِ''[66]

"اور اپنے کاموں میں ان سے مشاورت لیا کرو"

متنازعہ ایشوز (موضوعات و معاملات) میں عدل، معروضیت اور غیر جانب داری کا مظاہرہ کیا جائے:

اگر کسی ٹی وی اینکر کو کسی متنازعہ ایشو یا ٹاک شو وغیرہ میں بحیثیت منصف ذمہ داری سونپ دی جائے تو اس میں جانب داری کا مظاہرہ نہ کیا جائے بلکہ معروضیت (Objectivity) جو کہ ایک اہم صحافتی اخلاقی ضابطہ ہے، کا لحاظ رکھے یعنی واقعات اور حالات کا تجزیہ و محاکمہ حقائق کی بنیاد پر معروضی، محتاط اور غیر جانب دارانہ انداز میں کیا جائے۔

''فَإِن تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى ٱللَّهِ''[67]

''پھر اگر کسی چیز پر اختلاف کرو تو اسے لوٹاؤ، اللہ تعالیٰ کی طرف اور رسولؐ کی طرف''

''وَإِذَا قُلْتُمْ فَٱعْدِلُواْ وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبَىٰ''[68]

''اور جب کبھی بات کہو تو انصاف کی کہو اگرچہ قرابت داری ہی کا ہو''

تمام اشیاء عطیہ الٰہی ہیں جو فی نفسہ مباح ہیں ان کا مثبت یا منفی استعمال انہیں جائز یا ممنوع قرار دیتا ہے:

قرآنِ کریم کی رُو سے دین اسلام کی نشرواشاعت اور حفاظت وبقا کے لیے جدید وقدیم ہر ممکن جائز ذریعہ ووسیلہ کا استعمال درست ہے۔

''وَأَعِدُّواْ لَهُمْ مَّا ٱسْتَطَعْتُمْ مِّن قُوَّةٍ''[69]

''اور تیار کرو تم لوگ ان کے مقابلے کے لئے جو بھی قوت تم سے بن پڑے''

''وَجَاهِدُواْ بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ فِي سَبِيلِ ٱللَّهِ''[70]

''اور اپنے اموال اور جانوں سے اللہ کی راہ میں جہاد کرو''

''هُوَ ٱلَّذِي خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِي ٱلأَرْضِ جَمِيعاً''[71]

''(اللہ) وہی تو ہے جس نے زمین کی ساری چیزیں تمہارے لئے پیدا کیں''

''وَمَا كَانَ عَطَآءُ رَبِّكَ مَحْظُوراً''[72]

''اور آپ کے رب کی عطا (کسی کے لئے) ممنوع اور بند نہیں ہے''

''وَسَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي ٱلسَّمَاوَاتِ وَمَا فِي ٱلأَرْضِ جَمِيعاً مِّنْهُ إِنَّ فِي ذٰلِكَ لآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ''[73]

''اور جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اسی نے سب کو اپنی طرف سے تمہارے لئے مسخر کر دیا ہے۔ بیشک اس میں (اس کی قدرت کی بڑی) نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لئے جو (غورو) فکر کرنے والے ہیں''

''رَبَّنَآ مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلاً''[74]

''(اور پکار اٹھتے ہیں) اے ہمارے پروردگار! تو نے یہ سب کچھ بے مقصد پیدا نہیں کیا''

ذرائع ابلاغ وترسیل تعمیر وتخریب دونوں مقاصد کے لیے استعمال ہوتے ہیں۔وسائل الاعلام فی نفسہ مباح ہیں۔استعمال کی بنیاد پر یہ آلاتِ خیر یا آلاتِ شر بن جاتے ہیں۔ذاتی اوراجتماعی فلاح وبہبود کے لیے ان کا مثبت اور تعمیری استعمال مستحسن ہے اور منفی مقاصد کے لیے استعمال ملی وقومی مفاد کے منافی ہے۔

دورِحاضر کے جملہ ذرائع ابلاغ وصحافت اوران سے وابستہ افراد کے طرزِ عمل پر درج بالا قرآنی ضابطہ اخلاق کے تناظر میں نظرِثانی کی اشد ضرورت ہے۔ان اصولی ہدایات کی پاسداری سے ذمہ دارانہ صحافت اور مثبت طرزِ فکر کو فروغ دیا جاسکتا ہے اور ملک وقوم کی اصلاح وتعمیر کافریضہ انجام دیا جاسکتا ہے۔

قرآن کریم نے اگرچہ یہ اصول آج سے چودہ سو سال پہلے دیئے تھے لیکن یہ آج بھی ہمارے معاشرتی تقاضوں کے عین مطابق ہیں اورانہیں جدید ذرائع ابلاغ وصحافت کی اصلاح وفلاح کے لیے عمل میں لایا جاسکتا ہے۔کسی بھی مثالی اخلاقی ضابطے سے ان کا موازنہ کیا جائے تو یہ واضح ہوتا ہے کہ اسلام نے وہی اصول دیئے ہیں جو جدید دور کے انسان کے ذہن نے واضح کئے ہیں اس سے ایک تو ہمیں قرآن کی آفاقیت کا احساس ہوتا ہے اور دوسری طرف احکام خداوندی کی جامعیت بھی عیاں ہوتی ہے۔

حواشی وحوالہ جات

[1] المعجم الوسیط، ص:۵۸، مکتبہ زکریا، دیوبند، بھارت۔

[2] تاریخِ صحافت، مولانا امداد صابری، ص:۱۲۱، انجمن اردو، نئی دہلی، ۱۹۷۴ء۔

[3] اسلامی صحافت، سید عبید السلام زینی، ص:۲۷، ادارہ معارف اسلامی، منصورہ ملتان روڈ، لاہور، بارِ اوّل:۱۹۸۸ء۔

[4] النساء۴:۸۳۔

[5] الحجرات۴۹:۶۔

[6] الاسراء۱۷:۳۶۔

[7] النور۲۴:۱۵۔

[8] سورۃ الصف۶۱:۳،۲۔

[9] النور۱۶:۲۴۔

[10] الطلاق۶۵:۲۔

[11] البقرۃ۲:۲۸۳۔

[12] النساء ۴:۱۳۵۔

[13] الحج۲۲:۳۰۔

[14] آلِ عمران۳:۱۷۔

[15] المائدۃ۵:۸۔

[16] الحجرات ۴۹:۱۱۔

[17] الھمزۃ ۱۰۴:۱۔

[18] الحجرات ۴۹:۱۲۔

[19] النور ۲۴:۲۷۔

[20] الحجرات ۴۹:۱۲۔

[21] الحجرات ۴۹:۱۱۔

[22] الانعام ۶:۱۰۸۔

[23] الاعراف ۷:۱۹۹۔

[24] القصص ۲۸:۵۵۔

[25] الفرقان ۲۵:۶۳۔

[26] حم سجدۃ ۴۱:۳۴۔

[27] المومنون ۲۳:۹۶۔

[28] النساء ۴:۸۵۔

[29] النور ۲۴:۱۹۔

[30] الانعام ۶:۱۵۱۔

[31] الاعراف ۷:۳۳۔

[32] الاعراف ۷:۲۷۔

[33] النور ۲۴:۲۱۔

[34] النور ۲۴:۲۳۔

[35] النور ۲۴:۱۳۔

[36] الفرقان ۲۵:۷۲۔

[37] المؤمنون ۲۳:۳۔

[38] آل عمران ۳:۱۰۴۔

[39] آلِ عمران ۳:۱۱۰۔

[40] المائدۃ ۵:۲۔

[41] النساء ۴:۱۴۸۔

[42] الشوریٰ ۴۲:۴۰۔

[43] البقرۃ ۲:۸۳۔

[44] الاحزاب ۳۳:۷۰۔

[45] النحل ۱۶:۸۲۔

[46] الرعد ۱۳: ۴۰۔

[47] الإسراء ۱۷: ۵۳۔

[48] البقرۃ ۲: ۲۶۳۔

[49] النساء ۴: ۸۔

[50] العنکبوت ۲۹: ۴۶۔

[51] النحل ۱۶: ۹۵۔

[52] الاعراف ۷: ۲۰۰۔

[53] آل عمران ۳: ۱۰۲۔

[54] آلِ عمران ۳: ۱۷۵۔

[55] آلِ عمران ۳: ۱۵۹۔

[56] یوسف ۱۲: ۶۷۔

[57] ابراہیم ۱۴: ۱۲۔

[58] الانفال ۸: ۲۷۔

[59] المومنون ۲۳: ۸۔

[60] الذاریات ۵۱: ۵۵۔

[61] النساء ۴: ۶۳۔

[62] البقرۃ ۲: ۴۴۔

[63] آلِ عمران ۳: ۱۰۳۔

[64] الحجرات ۴۹: ۱۰۔

[65] الانعام ۶: ۱۵۹۔

[66] آلِ عمران ۳: ۱۵۹۔

[67] النساء ۴: ۵۹۔

[68] الانعام ۶: ۱۵۲۔

[69] الانفال ۸: ۶۰۔

[70] التوبہ ۹: ۴۱۔

[71] البقرۃ ۲: ۲۹۔

[72] سورۃ الاسراء ۱۷: ۲۰۔

[73] سورۃ الجاثیہ ۴۵: ۱۳۔

[74] سورۃ آل عمران ۳: ۱۹۱۔